روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 3۔اپریل 2014ء 2جمادی الثانی1435 ہجری 3 شہادت 1393 ہش جلد64-99 نمبر75

شفا اور بیماری

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبولو اور پھر نکال دو کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء اور دوسرے میں بیماری ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب حدیث نمبر:3073)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

’’جاننا چاہئے کہ زنجبیل دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی زَنَا اور جَبَل سے اور زَنَا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اس کے ترکیبی معنی یہ ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اب جاننا چاہئے کہ انسان پر ایک زہریلی بیماری کے فرو ہونے کے بعد اعلیٰ درجہ کی صحت تک دو حالتیں آتی ہیں۔ ایک وہ حالت جب کہ زہریلے مواد کا جوش بکلی جاتا رہتا ہے اور خطرناک مادوں کا جوش روبا صلاح ہو جاتا ہے اور سمی کیفیات کا حملہ بخیر وعافیت گزر جاتا ہے اور ایک مہلک طوفان جو اُٹھا تھا نیچے دَب جاتا ہے لیکن ہنوز اعضاء میں کمزوری باقی ہوتی ہے کوئی طاقت کا کام نہیں ہوسکتا۔ ابھی مردہ کی طرح افتاں وخیزاں چلتا ہے۔ دوسری وہ حالت ہے کہ جب اصل صحت عود کر آتی ہے اور بدن میں طاقت بھر جاتی ہے اور قوت کے بحال ہونے سے یہ حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے کہ بلا تکلف پہاڑ کے اوپر چڑھ جاوے اور نشاطِ خاطر سے اونچی گھاٹیوں پر دوڑتا چلا جاوے۔ سو سلوک کے تیسرے مرتبہ میں یہ حالت میسر آتی ہے۔ ایسی حالت کی نسبت اللہ تعالیٰ آیت موصوفہ میں اشارہ فرماتا ہے کہ انتہائی درجہ کے باخدا لوگ وہ پیالے پیتے ہیں جن میں زنجبیل ملی ہوئی ہے یعنی وہ روحانی حالت کی پوری قوت پا کر بڑی بڑی گھاٹیوں پر چڑھ جاتے ہیں اور بڑے مشکل کام اُن کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں حیرت ناک جانفشانیاں دکھلاتے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ علم طب کی رو سے زنجبیل وہ دوا ہے جسے ہندی میں سونٹھ کہتے ہیں۔ وہ حرارت غریزی کو بہت قوت دیتی ہے اور دستوں کو بند کرتی ہے اور اس کا زنجبیل اسی واسطے نام رکھا گیا ہے کہ گویا وہ کمزور کو ایسا قوی کرتی ہے اور ایسی گرمی پہنچاتی ہے جس سے وہ پہاڑوں پر چڑھ سکے۔ ان متقابل آیتوں کے پیش کرنے سے جن میں ایک جگہ کافور کا ذکر ہے اور ایک جگہ زنجبیل کا خدا تعالیٰ کی یہ غرض ہے کہ تا اپنے بندوں کو سمجھائے کہ جب انسان جذبات نفسانی سے نیکی کی طرف حرکت کرتا ہے تو پہلے پہل اس حرکت کے بعد یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ اس کے زہریلے مواد نیچے دبائے جاتے ہیں اور نفسانی جذبات روبکمی ہونے لگتے ہیں جیسا کہ کافور سے زہریلے مواد کا جوش بالکل جاتا رہے اور ایک کمزور صحت جو ضعف کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے حاصل ہو جاتی ہے تو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ ضعیف بیمار زنجبیل کے شربت سے قوت پاتا ہے اور زنجبیلی شربت خدا تعالیٰ کے حسن وجمال کی تجلی ہے جو روح کی غذا ہے۔ جب اس تجلی سے انسان قوت پکڑتا ہے تو پھر بلند اور اونچی گھاٹیوں پر چڑھنے کے لائق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسی حیرت ناک سختی کے کام دکھلاتا ہے کہ جب تک یہ عاشقانہ گرمی کسی کے دل میں نہ ہو ہرگز ایسے کام دکھلا نہیں سکتا۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ان دو حالتوں کے سمجھانے کے لئے عربی زبان کے دو لفظوں سے کام لیا ہے۔ ایک کافور جو نیچے دبانے والے کو کہتے ہیں اور دوسرے زنجبیل جو اوپر چڑھنے والے کو کہتے ہیں اور اس راہ میں یہی دو حالتیں سالکوں کیلئے واقع ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 39-38)

پریس ریلیز

ٹنڈوالہ یار میں جماعت احمدیہ کی عبادت گاہ پرحملہ

کوئی احمدی قرآن پاک کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا (ترجمان جماعت احمدیہ)

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے ٹنڈوالہ یار میں قرآن پاک کی بے حرمتی کا جھوٹا اور شرانگیز الزام لگا کر انتہا پسند عناصر کی احمدیہ عبادت گاہ میں زبردستی گھس کر توڑ پھوڑ کرنے کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ انتہائی شرانگیز اور بے بنیاد الزام ہے۔ کوئی بھی احمدی قرآن پاک کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ہر احمدی کے لئے قرآن حکیم سب سے مقدس کتاب ہے جو پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ مورخہ 31 مارچ 2014ء کو شرپسند عناصر نے احمدیہ عبادت گاہ پر پتھراؤ کیا جس پر طاہر احمد خالد صاحب نے ان کو اس کام سے منع کیا تو یہ لوگ منظّم ہو کر احمدیہ عبادت گاہ پر حملہ آور ہو گئے اور زبردستی دروازہ توڑ دیا اور طاہر احمد خالد صاحب کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر انہیں حفاظتی تحویل میں لے لیا۔ جس پر شرپسند عناصر نے پولیس پر بھی پتھراؤ کیا۔ بعدازاں پولیس نے مذہبی انتہا پسندوں کے دباؤ میں آکر طاہر احمد خالد صاحب کے خلاف توہین قران کے بے بنیاد الزام کے تحت جھوٹا مقدمہ درج کرلیا۔

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے اس واقعہ پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی افسوسناک ہے اور دن بدن انتہا پسند عناصر کی پاکستانی سماج پر مضبوط ہوتی ہوئی گرفت

باقی صفحہ 8 پر

اداریہ

والدین کی اطاعت اور حلم وعدل کا حکیمانہ فیصلہ

اللہ تعالیٰ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اطاعت کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

(بنی اسرائیل:24)

دوسری آیت میں فرماتا ہے:

اگر وہ دونوں تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر اور ان دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ۔ (لقمان:16)

ان آیات میں سوائے شرک کے عام طور پر دنیاوی معاملات میں والدین کی اطاعت اور رفاقت کا حکم ہے۔مگر ان امور میں توازن قائم کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

ایک ایسا ہی معاملہ حضرت مسیح موعود کے رفیق کے ساتھ پیش آیا تو حضور نے اس کا نہایت حکیمانہ فیصلہ فرمایا جو آپ کی فراست اور آسمانی رہنمائی کا واضح نشان ہے۔

حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی رفیق حضرت مسیح موعود بیان کرتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نے جب دہلی پہنچ کر مولوی نذیر حسین صاحب اور مولوی بشیر احمد بھوپالوی سے مباحثہ فرمایا تھا۔ اُس سفر سے واپسی پر جماعت پٹیالہ کی درخواست پر ایک دو روز کے لئے حضور نے پٹیالہ میں قیام فرمایا۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ہمراہ تھے۔ ان دنوں میری شادی و نکاح کا مرحلہ درپیش تھا اور میرے والد مرحوم اپنی دنیادارانہ وضع کے پابند اور نام و نمود کے خوگر تھے اور اپنے احباب اور مشیروں کے زیر اثر شادی کے اہتمام میں باوجود مالی حالت اچھی نہ ہونے کے قرض لے کر بھی جلوس اور خلاف شرع رسوم کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ خاکسار نے ان سے ان رسوم کی مخالفت اور اپنی بیزاری کا اظہار کیا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میں نے اپنی جائے ملازمت راجپورہ سے ان رسومات کے خلاف شرع اور خلاف اخلاق و تمدن ہونے کے متعلق تین چار صفحات کا ایک مضمون لکھ کر دہلی کے ایک ہفتہ وار اخبار میں شائع کرایا اور چند کاپیاں منگوا کر اپنے والد صاحب کی خدمت میں اور دیگر بزرگان کے نام بھجوا دیں۔ اس کے بعد میں پٹیالہ آ کر اپنے والد صاحب سے ملا۔ والد صاحب نے مضمون کی تعریف کی اور ان خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مضمون کے مطابق تم اپنے وقت پر عمل کر لینا۔ میں نے تو صرف یہی ایک شادی کرنی ہے۔ میں تو اسی طرح کروں گا جیسا میرا دل چاہتا ہے۔تم کو وہ باتیں پسند ہوں یا نہ ہوں۔ اس کا جواب خاموش رہنے کے سوا اور میرے پاس کیا تھا۔ آخر میں نے ایک اہل حدیث مولوی سے جن کے ہمارے خاندان سے بہت تعلقات تھے اور خاکسار پر وہ بہت شفقت فرماتے تھے۔ اپنی یہ مشکل پیش کی۔ انہوں نے یہ سن کر میرے والد صاحب کی طبیعت سے واقف ہونے کی وجہ سے ان کو تو کچھ کہنے کی جرأت نہ کی بلکہ مجھے بڑی سختی سے تلقین کی کہ اگر تمہارے والد صاحب ان خلاف شرع رسومات کے ادا کرنے سے نہ رکیں تو تم شادی کرانے سے انکار کر دو۔ چونکہ میں اپنے والد صاحب کی طبیعت سے واقف تھا اور میرا کوئی دوسرا بہن بھائی بھی نہ تھا۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ ایسا جواب ان کو سخت ناگوار معلوم ہوگا اور میرے ان کے تعلقات ہمیشہ کے لئے خراب ہو کر خانگی زندگی کے لئے تباہ کن ہوں گے۔ اس لئے ان حالات میں میں سخت پریشانی اور تردد میں تھا کہ انہی دنوں حضرت مسیح موعود پٹیالہ تشریف لے آئے۔

ایام قیام پٹیالہ میں حضرت مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب نماز عشاء کے بعد شب باش ہونے کے لئے ہمارے مکان پر تشریف لاتے اور صبح کی نماز کے بعد پھر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ ایک دن موقعہ پا کر میں نے اپنی مشکل کو حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اس داستان کو بڑے غور سے سنا اور فرمایا کہ چونکہ حضرت صاحب تشریف فرما ہیں۔ اس لئے اس معاملہ کو حضور کے پیش کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ لوگوں کی ہر وقت آمد و رفت اور حضرت صاحب کی مصروفیت کے سبب شاید حضرت صاحب سے عرض کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ موقعہ نکالنے کی ہم کوشش کریں گے۔ خاکسار تو رخصت نہ ہونے کے سبب ایک روز قبل ہی راجپورہ اپنی جائے ملازمت پر چلا گیا۔ حضرت صاحب اس سے ایک روز بعد یا دوسرے روز بغرض واپسی راجپورہ صبح آٹھ بجے والی گاڑی سے پہنچے اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب ٹرین پر سوار ہونے کے لئے پلیٹ فارم راجپورہ پر تشریف لائے تو مولوی صاحب نے خاکسار کو قریب طلب فرما کر یہ سارا واقعہ حضور کے گوش گزار کر دیا۔ حضور نے تمام حالات سن کر خاکسار سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے والد صاحب کو یہ علم ہے کہ آپ کو ایسی رسوم جو کہ خلاف شرع ہیں دل سے پسند نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ان سے زبانی عرض کرنے کے علاوہ ایک مدلل مضمون ان رسومات کے خلاف لکھ کر ایک اخبار میں اپنے نام سے شائع کرا کر اس کی کاپیاں اپنے والد صاحب کے پاس پہنچائیں۔ مگر وہ مضمون کو پسند کرنے اور اس سے متفق ہونے کے باوجود عملاً اس کے خلاف اور اپنی مرضی کے موافق کرنے پر آمادہ ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر تم ان اہل حدیث مولوی صاحب کے کہنے کے موافق شادی سے انکار کر دو تو اس کا کیا نتیجہ ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ ہمیشہ کے لئے میرا ان سے انقطاع انجام ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا۔ آخر نکاح وغیرہ کی رسم تو (دینی) شریعت کے مطابق ہی ہوگی۔ خاکسار نے اثبات پر جواب عرض کرتے ہوئے فرمایا کہ جو رسوم شرع اور سنت کے موافق ہیں ان کو تم اپنی طرف سے سمجھو اور جو خلاف شرع امور ہیں ان کو ان کی مرضی پر چھوڑ دو۔ دل سے ناپسند کرنے کے باوجود کچھ تعرض نہ کرو۔ اس طرح یہ مرحلہ بغیر فساد اور نزاع کے گزر جائے گا۔ پھر مولوی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ **میرے نزدیک کسی لڑکے کو کسی خلاف شرع امر میں باپ کو منع کرنے کا اس سے زیادہ حق نہیں کہ وہ اس امر کا خلاف شرع ہونا اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دے۔ سختی سے روکنے یا جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے والدین کے سامنے ادب کے ساتھ اپنا شانہ جھکانے کا اور ان کے آگے اف تک نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔** اتنے میں گاڑی آ گئی۔ خاکسار نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا اور نیچے اتر کر حضرت مولوی صاحب سے جب مصافحہ کیا تو مولوی صاحب نے فرمایا! کہ حضرت صاحب کے فتویٰ نے آپ کی مشکل کا حل کر دیا۔ میں نے اسی لئے کہا تھا کہ حضرت صاحب سے عرض کرنا چاہئے۔ دراصل **ہم مولوی صاحبان کی نظریں اُن گہرائیوں تک نہیں جاتیں جہاں حضرت صاحب کا نقطہ نگاہ ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ معاملہ بلا مخالفت گزر گیا۔**

(سیرت المہدی جلد 4 ص 88)

میرے آقا اے فخر الزماں۔ مرحبا

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جاپان تشریف آوری کے موقع پر لکھا گیا ترانہ

میرے آقا اے فخر الزماں مرحبا
ارضِ جاپان ہے شادماں مرحبا

اس خدا نے بنایا امام آپ کو
دل سے کرتے ہیں خادم سلام آپ کو
آپ کے دم سے ہے ظلمتوں میں ضیا
آپ ہی اس جہاں میں ہماری پناہ

مرحبا اے شہِ قادیاں۔ مرحبا
میرے آقا اے فخر الزماں۔ مرحبا

پھیلتا جا رہا چار سُو نور ہے
ربّ عالی بھی ہمراہِ مسرور ہے
اس کے حکموں پہ سر تم جھکاتے چلو
سارے عالم میں شمعیں جلاتے چلو

کہہ اٹھے گا یہ سارا جہاں۔ مرحبا
میرے آقا اے فخر الزماں۔ مرحبا

نجیب اللہ ایاز۔ از جاپان حال کینیڈا

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

تبرکات

نبوت اور خلافت کی حقیقت اور روحانی برکات

خلافت اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جو نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت کو تسکین اور طمانیت کے لئے دیا جاتا ہے

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

جب دنیا ظلمت کدہ بن جاتی ہے اور انسانی قلوب تیرہ و تاریک ہو جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ دنیا کو بقعۂ نور بنانے اور انسانوں کے دلوں کو منور کرنے کے لئے آفتاب حقیقت یعنی اپنے کسی برگزیدہ نبی، اور رسول کو مبعوث فرماتا ہے۔ نبی کی آمد پر انسانی ہجوم میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عام لوگ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مدعیان علم اپنے علوم کے باعث مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور دنیوی وجاہت اور خاندانی عظمت کے پرستار اپنے غرور کے باعث نبی کے وجود کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ایک زبردست طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ اور ایک معرکہ حق و باطل قائم ہوتا ہے۔

مومنوں کا ایمان

آسمانی انوار کی شعاعیں مستعد قلوب تک پہنچتی ہیں۔ اور یہاں اور وہاں ایسے روحانی انسان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو اپنا سب کچھ خدا کے فرستادہ کے مشن کے لئے قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یہ اولین لوگ ایک خاص قربانی ایک غیر معمولی مجاہدہ اور ایک بے مثال بصیرت کے بعد یہ قدم اٹھاتے ہیں۔ وہ یقین و وثوق سے لبریز دلوں کے ساتھ نبی کی طرف بڑھتے ہیں۔ اس کے دست حق پرست پر بیعت کرتے ہیں۔ اور اپنی آنکھوں سے آسمانی نوروں کو اترتا دیکھتے ہیں۔ بلکہ خود مہبط انوار بن جاتے ہیں۔ اس لئے وہ یقین کی ایک چٹان ہوتے ہیں۔ جہاں پر مخالفت کی سب لہریں پاش پاش ہو جاتی ہیں اور شکوک وشبہات دھوئیں کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ اور انہیں اپنے افضال و برکات سے غیر معمولی طور پر نوازتا ہے۔ کیونکہ وہ آئندہ بننے والے قصر روحانی کی ابتدائی بنیاد ہوتے ہیں۔ اور انہیں کشت روحانی کی اولین پنیری ہونے کا فخر ہوتا ہے۔ وہ اطفال اللہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کے شیریں دودھ اور آب حیات سے نبی اپنی آغوش رحمت میں پرورش کرتا ہے۔

نبی کے لئے اللہ کی نصرت

نبی پہلے دن تنہا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اسے اتنا یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ اکیلا ساری دنیا سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے سامنے کی دنیا کے عقائد کے خلاف، اس کے رسوم و رواج کے خلاف، اس کے تمدن اور اس کی سیاست کے خلاف نئے عقائد نئے سنن وطرق، نیا تمدن اور نیا طرز زندگی پیش کرتا ہے۔ نبی کا انتخاب کسی انسان کی مرضی یا اس کی رائے سے نہیں ہوتا حتیٰ کہ خود نبی کی اپنی رضامندی یا مرضی کا بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ انتخاب خالص خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ ہزار کہتے رہیں کہ یہ شخص تو نبی بننے کے اہل نہیں تھا۔ اس میں تو فلاں فلاں خامی پائی جاتی ہے۔ اس کا ملک اور اس کی بستی تو اس قابل نہ تھی۔ کہ اس علاقے اور اس گاؤں سے کوئی فرستادہ پیدا ہو۔ غرض لوگ ہزار نکتہ چینی کرتے رہیں۔ اور اس نبی کو ہزار مرتبہ نااہل قرار دیتے رہیں۔ ان کی سب باتیں پرکاہ کے برابر وزن نہیں رکھتیں۔ اور ان کی نکتہ چینیاں صداقت کے انتشار میں روک نہیں بن سکتیں۔

شمع حق کے پروانے

یہ انتخاب سراسر خدائی انتخاب ہوتا ہے اس لئے مشیت ایزدی اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ اور سچے طالبان حق ایک ایک دو دو کر کے اور پھر جماعتوں کی صورت میں شمع حق کے گرد پروانہ وار جمع ہوتے جاتے ہیں۔ اور زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ وہ مامور ربانی جو ابھی چند ماہ یا چند سال یکہ وتنہا اس مشن کو لے کر کھڑا ہوا تھا وہ ایثار پیشہ اور جاں فروشوں کی ایک بڑی جماعت کے درمیان کھڑا دکھائی دیتا ہے جو اس کی آواز پر لبیک کہتے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنی انتہائی سعادت یقین کرتے ہیں۔ اور اس کے پسینہ کی جگہ خون بہانا فخر جانتے ہیں۔ مقدس برگزیدہ رسول ان سے ایسا پیار کرتا ہے کہ جیسا کسی ماں نے اپنے بچہ سے نہ کیا ہوگا۔ اور وہ اپنے رسول پر اپنی جانوں کو اس طرح چھڑکتے ہیں جس پر آسمان کے فرشتے بھی تحسین و آفرین پیش کرتے ہیں۔ غرض نبی کی آمد کے ساتھ چشم فلک وہ نظارہ دیکھتی ہے جو صدیوں اس نے نہ دیکھا تھا۔

نبی کی وفات

نبی کی تربیت یافتہ جماعت اپنے عاشقانہ ولولہ اور والہانہ انداز کے ماتحت یہ تصور بھی نہیں کرتی۔ کہ خدا کا نبی ایک دن وفات پا جائے گا۔ اور انہیں داغ مفارقت دے جائے گا۔ لیکن نبی آخر انسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متبدل قانون کے ماتحت آخر ایک دن اسے موت کا وہ گھونٹ پینا پڑتا ہے۔ جو تمام آدم زادوں کے لئے ابتدا سے مقدر ہے۔ اس سانحہ ہوش ربا کے وقوع پذیر ہونے پر ایک زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مومنوں کی جماعت کو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ بے سہارا رہ گئے ہیں۔ اور ان پر یتیمی کی حالت طاری ہو گئی ہے۔ ایسے موقعہ پر کچھ کمزور طبائع ڈگمگا جاتی ہیں۔ اور ان سے کمزوری کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور دشمن بھی سر نکال لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب یہ گلشن روحانیت تباہ و برباد ہو جائے گا اس باغ کے باغبان کی وفات کے بعد کون اس کے پودوں کی غور و پرداخت کرے گا یہ اب جلدی مرجھا کر خشک ہو جائیں گے دشمن بھی اس خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نبی کی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے ذریعہ سے پریشان دلوں کو تقویت اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت میں سلسلہ خلافت جاری فرماتا ہے۔

خلافت کی حقیقت

خلافت نیابت اور قائمقامی کو کہتے ہیں۔ اور خلافت میں ایک اقتدار پایا جاتا ہے نبی اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب بظاہر اس کے ساتھ روئے زمین پر ایک فرد بھی نہیں ہوتا۔ مگر خلیفہ اسی وقت برپا ہوتا ہے جب اس کے ساتھ نبی کی تیار کردہ پاکبازوں کی ایک منظّم جماعت ہوتی ہے۔ اس لئے خلافت کے ساتھ روز اول سے ہی مددگاروں کا حزب اللہ ہوتا ہے۔ باوجود اس اقتدار کے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے خلافت کا کمال نیابت میں ہی ہے۔ ہاں اس نیابت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے اقتدار بطور آلہ کے ہوتا ہے اصل مقصود نہیں ہوتا۔ اصل مقصود خلافت سے ان روحانی انوار اور آسمانی کرنوں کو دیرپا اور وسیع تر بنانا ہوتا ہے۔ جو نبی کے وجود باجود کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر سلسلہ خلافت نہ ہوتا تو نبی کی موت دین اور اس کے مشن کی موت ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں کرتا۔ ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ نبی صرف جسمانی طور پر وفات پاتا یا اس جہان سے انتقال کرتا ہے روحانی طور پر اس کی برکات جاری وساری رہتی ہیں۔ اور اس کے مشن کی نمائندگی کرنے والے خلفاء ہوتے ہیں۔ یوں تو نبی کی جماعت کا ہر فرد اپنے اپنے رنگ میں ان انوار کا حامل ہوتا ہے۔ جو نبی کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر ہوئے تھے۔ لیکن جب نبی کی وفات کے وقت مومنوں کے گداز دل اکٹھے ہو کر امر الٰہی کے ماتحت جماعت کے نظام کو قائم رکھنے اور نبی کے دین کے نفاذ اور اس کی پوری قائمقامی کے لئے اپنے میں سے سب سے زیادہ پارسا اور متقی وجود کو منتخب کرتے ہیں۔ تو اس انتخاب کو آسمانی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر خود القا فرماتا ہے۔ اور وہ ایسے وجود کو منتخب کرتے ہیں۔ جو اپنے وقت میں نبی کی سب سے بڑھ کر نیابت کرنے والا ہوتا ہے۔ اسے اسی لئے خلیفہ کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کی روشنی کو زیادہ سے زیادہ وسیع علاقے میں پھیلاتا ہے۔ اور دشمنان دین کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح سینہ سپر ہوتا ہے۔ جس طرح نبی ہوتا ہے۔ وہ خدائی احکام کے نافذ کرنے کے لئے اس طرح غیرت مند ہوتا ہے۔ جس طرح نبی ہوتا ہے۔ غرض تمام روحانی اور انتظامی کیفیات میں خلافت نبوت کا پرتو ہوتی ہے۔ اور خلیفہ نبی کا جانشین۔

نبی اور خلیفہ کا مقام

نبی خدا کا مامور ہوتا ہے خلیفہ مامور نہیں ہوتا۔ نبی کا انتخاب براہ راست خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کا انتخاب مومنوں کے واسطہ سے خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ نبی آغاز میں اکیلا کھڑا ہوتا ہے۔ خلیفہ کے ساتھ پہلے دن سے ہی مومنوں کی جماعت ہوتی ہے۔ نبی اپنی عظیم ذمہ داریوں کے باعث اصل اور بنیاد ہوتا ہے۔ خلیفہ اپنے وسیع فرائض کے مطابق نبی کے مشن کی تکمیل کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی خارق عادت نصرت فرماتا ہے۔ اسی طرح خلفاء کو بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ اس کی نصرتوں کے موید ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبوت اور خلافت اللہ تعالیٰ کے دینی نظام

ربوہ کی بے آب و گیاہ سرزمین میں سائنسی تحقیقات کے معجزے

پاکستان میں سانپوں اور چھپکلیوں کے ماہر کی دلچسپ داستان

مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خان صاحب

(قسط اول)

8 ستمبر 1963ء بطور استاد تعلیم الاسلام کالج میں ایف ایس سی کو پڑھانے کا میرا پہلا دن تھا۔ میں 58-1956ء کے دوران یہیں سے ایف ایس سی کر کے گیا تھا، اس لئے کالج کا ماحول جانا پہچانا، اور درو دیوار اجنبی نہ تھے۔ میرے Colleagues میں بیشتر میرے معزز اساتذہ تھے۔

پنجاب یونیورسٹی سے الوداع ہوتے وقت سے ہی میری غیر نصابی ترجیحات طے پا چکی تھیں۔ ایم ایس سی میں میرے تحقیقی مقالے کے گائیڈ پروفیسر ڈاکٹر محمد احسن الاسلام، میری خوش قسمتی بڑے اچھے استاد ملے۔ بہت شفیق اور توجہ سے سمجھانے والے۔ بنیادی طور پر مرحوم کا مضمون embryologist (جنینیات) تھا، پاکستان بھر میں اس مضمون کے ماہر مانے جاتے تھے۔ بڑی محنت سے ڈاکٹر صاحب نے مجھے ریسرچ کا ڈھنگ سکھلایا، امتحان میں مجھے مقالہ (thesis) میں 200 میں سے 196 نمبر ملے۔

میرا مقالہ گورنمنٹ کالج لاہور کے سائنسی مجلّے Biologia کی جلد 11 نمبر 1 میں 1965ء میں درج ذیل عنوان سے شائع ہوا۔

"A Normal Table of Bufo melanostictus Schneider"

جب یہ رسالہ جرمنی میں Sinkenberg میوزیم کے Dr. Roberts Mertens ماہر خزندات (herpetologist) کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے اپنے خط میں میرے تحقیقی کام میں استعمال ہوئے جانور کے سائنسی نام سے اختلاف کیا۔ میں گھبرا کر خط لے کر ربوہ سے لاہور ڈاکٹر احسن صاحب کے پاس پہنچا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے مجھے لائبریری سے Fauna of British India volume on Amphibia لانے کے لئے کہا۔ ورق گردانی کے بعد مجھے ایک صفحہ پڑھنے کو دیا۔ واقعی ڈاکٹر مرٹنز صحیح تھے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ ڈاکٹر صاحب جو پنجاب چھوڑ پاکستان بھر میں صاحب علم جانے جاتے ہیں انہیں بھی اس عام سے مینڈک کا سائنسی نام معلوم نہیں؟ میں نے اپنی حیرت کا اظہار کیا تو ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا ''ہاں! پاکستان میں ان جانوروں پر ابھی تک کام نہیں ہوا۔ مجھے کیا کسی کو بھی ناموں کا پتہ نہیں'' اس پر میں نے فیصلہ کیا کہ میں یہ کام کروں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے میری ہمت بندھاتے ہوئے کہا: ''تمہارے لئے میدان کھلا ہے، لیکن ہے یہ جان جوکھوں کا کام، کر گزرو!''

اس سے قبل ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ محترم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب سے رخصت چاہنے کے لئے گیا تو کہنے لگے: ''تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے بتایا ''میری زندگی جماعت احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ مجھے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں رپورٹ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں تو وہاں جاؤں گا''۔

حیران ہوئے کہنے لگے: ''ربوہ، تو بے آب و گیاہ ویران جگہ ہے۔ وہاں پر جا کر کیا کرو گے۔ اپنے آپ کو ضائع کرو گے، نہ وہاں تعلیمی ماحول، لائبریری نہ لیبارٹری۔ میرے پاس جگہ خالی ہے، اگر کہتے ہو تو تمہارا نام یونیورسٹی میں منظوری کے لئے بھجوا دیتا ہوں جلد ہی باہر وظیفے پر پی ایچ ڈی کر لوگے'' وغیرہ۔

بعد میں یہی ڈاکٹر صاحب 1964ء میں جب یونیورسٹی کی ٹیم کے سربراہ کی حیثیت سے تعلیم الاسلام کالج کی BSc کی Affiliation کے سلسلے میں انسپیکشن کے لئے آئے، پھر اپنی آفر دہرائی، میں نے انہیں اپنی Collection دکھائی اور اپنی سیٹ پر لے گیا، ایک زیر تکمیل مسودہ دکھایا، تو خوش ہوئے اور کہا ''بہت خوب، بہت خوب''۔ محترم ڈاکٹر صاحب اپنی کلاس میں مثال دیا کرتے تھے ''دیکھو محمد شریف خان نے ربوہ میں نامساعد حالات میں رہ کر اچھوتے مسائل پر ریسرچ کر کے نام کمایا ہے''۔ میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب مرحوم کا اعتراف میرے ارادے کی پختگی اور احمدیت کی برکت ہے۔

ریسرچ میٹیریل کی فراہمی

ریسرچ کے لئے basic working material چاہئے ہوتا ہے، جس کے مطالعہ سے اخذ شدہ نتائج کو اس وقت تک کے معلوم طبع شدہ تحقیقی مواد سے موازنہ کر کے اپنے نتائج کی انفرادیت ثابت کر کے زیر مطالعہ جانور کو ایک سائنسی مقالہ میں نیا نام دے کر سائنس میں نیا اضافہ قرار دے کر مشتہر کرنا ہوتا ہے۔

ظاہر ہے اس عمل کے لئے مجھے ربوہ میں دو چیزیں درکار تھیں:۔

1۔ ریسرچ material : کالج کے میوزیم میں پتہ نہیں کب سے کچھ حنوط شدہ جانور تھے، جن میں دو تین لُدھر، جنگلی بلیاں، اُلّو، کچھ مختلف پرندے، سرکنڈے اور گھاس کے پودے جنہیں ترتیب سے ایک دیوار کے ساتھ show case کی طرز پر سجایا کر ایک مضبوط شفاف پلاسٹک شیٹ سے چاروں طرف سے بند کیا گیا تھا۔ پتہ چلا لیبارٹری اسسٹنٹ مکرم مطیع اللہ خان صاحب نے جانوروں کو حنوط کیا تھا۔ اب ان جانوروں کے بال moth لگنے کی وجہ سے اُکھڑنے شروع ہو چکے تھے۔

اس کے علاوہ تین بڑی اور بھاری شیشے دار الماریوں میں کچھ جاروں میں مختلف اقسام کی مچھلیاں، کرلے، سانپ، پرندے وغیرہ صحیح سائنسی اصولوں کو نظر انداز کر کے محفوظ کرنے کی وجہ سے گل سڑ چکے تھے، فارملین گدلی ہو چکی تھی۔

میری تحقیقی ترجیح پاکستان میں پائے جانے والے مینڈک، خزندے (کرلے، چھپکلیاں) اور سانپوں کی مختلف علاقوں میں پھیلی اقسام تھیں۔ پہلے سے دریافت شدہ اقسام کے علاوہ مجھے نئی اقسام دریافت کرنا تھیں۔ مطالعہ کے لئے کھلی بیالوجی لیبارٹری مہیا تھی (جہاں کچھ سال پہلے میں نے ایف ایس سی کے دوران حیوان شناسی کی تربیت حاصل کی تھی) اور material سٹور کرنے کے لئے میوزیم کی الماریاں تو مہیا تھیں ہی۔

میں نے ربوہ اور گرد و نواح سے جانور پکڑنے کا پروگرام یوں بنایا: ٹائم ٹیبل میں ایف ایس سی کے پریکٹیکل کے لئے ہفتے میں دو دن مختص تھے۔ ہم پہلے دن پریکٹیکل کر لیتے۔ دوسرے دن طلباء میرے ساتھ ملکر ربوہ کے اردگرد پہاڑیوں، دریائے چناب کے ساتھ ساتھ collection کرتے۔ اس کے علاوہ چھٹیوں میں دور دراز جانے والے طلباء کو جانور محفوظ کرنے کے لئے formalin مہیا کی جاتی۔ اس طرح میوزیم میں مختلف علاقوں سے material اکٹھا ہوتا رہا۔

ریسرچ گرانٹس

کہتے ہیں خدا تعالیٰ شکر خورے کو شکر دیتا ہے۔

1۔ میری research activity کو دیکھتے ہوئے Pakistan Science foundation, Islamabad نے مجھے پوٹھوہار اور جہلم کے علاقے کے جانوروں پر تحقیق کے لئے فنڈ مہیا کئے، یہ تین سال کا پراجیکٹ تھا۔ میری ٹیم میں ایک صاحب اسلام آباد قائد اعظم یونیورسٹی سے تھے اور دو تین افراد کو میں نے ربوہ سے تیار کیا تھا۔ ہماری ٹیم نے پوٹھوہار کے مختلف دور و نزدیک علاقوں سے دن رات collection کی، اس

جنت میں داخل ہونے کے طریق

رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

1۔ اے لوگو سلام پھیلاؤ 2۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو 3۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ 4۔ اور راتوں کو نماز پڑھو۔ جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

کے دو لازم و ملزوم شعبے ہیں۔ خدائی بادشاہت کی دو تجلیاں ہیں۔ اور روحانی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جو لوگ نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ خلافت کی نعمت سے بھی بے بہرہ رہتے ہیں۔ اور جو لوگ خلافت کے منکر ہوتے ہیں۔ وہ نبوت کے روحانی ثمرات سے بھی محروم اور آسمانی بادشاہت کی عظیم تجلی سے بھی بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ محض اقتدار نہ کبھی نبوت کا نصب العین ہوا ہے۔ اور نہ خلافت کا مطلوب قرار پایا ہے۔ درحقیقت یہ دونوں نعمتیں خالص آسمانی اور روحانی ہیں البتہ جب جب اور جس جس قدر اقتدار نبوت کو حاصل ہوا یا خلافت کے شامل حال ہوا تو اسے ہمیشہ روحانی زندگی کے استوار کرنے اور دین کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں پر آخر خلافت عام حکومت یا مطلق خلافت سے ممتاز نظر آتی ہے۔

خلافت کو دائمی بنانے کا طریق

پس خلافت اللہ تعالیٰ ہی کا وہ انعام ہے جو نبی کی جماعت کو نبی کی وفات کے صدمہ پر ان کے دلوں کی تسکین اور طمانیت کے لئے دیا جاتا ہے۔ دین کی اشاعت کا اسے ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اور اہل ایمان کی شیرازہ بندی کا اسے وسیلہ ٹھہرایا جاتا ہے اس نعمت کی قدر کرنا اور اسے دیرپا اور دائمی بنانا مومنوں کا فرض ہے۔ خدائی قانون یہی ہے کہ جس نعمت کی قدر کی جائے اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے لمبا کرتا ہے اور اسے وسیع تر بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل یہ ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو نعمت خلافت سے نوازا ہے۔ اور ہمیں اس کی برکات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس کی قدر کریں اور اس کی روحانی برکات سے کامل طور پر مستفید اور متمتع ہوں۔

(روزنامہ الفضل 26 مئی 1959ء)

علاقے سے تین چار نئی انواع describe کیں۔

2۔ پاکستان میں World Wild Fund for Nature کی شاخ نے ڈیرہ غازیخان اور راجن پور کے علاقے میں کام کرنے کے لئے دو سال کا پراجیکٹ دیا۔ ان پراجیکٹس سے نئے نئے علاقوں سے کافی material حاصل ہوا۔

3۔ ان پراجیکٹس کے علاوہ میں سارا سال تنخواہ سے تھوڑی تھوڑی بچت کرتا رہتا، جس سے ہفتہ ڈیڑھ ہفتے کے لئے موسم گرما کی چھٹیوں کے دوران اپنے خرچ پر پاکستان کے مختلف دور دراز علاقوں: آزاد کشمیر، بلوچستان، چاغی، سندھ، چولستان وغیرہ کے collection کے لئے کئی سفر کئے۔ ہماری ٹیم میں دو تین افراد ہوتے، ہم علاقے تک پہنچنے کے لئے public transport استعمال کرتے، کسی ہوٹل یا کسی شاگرد کے مہمان ہوتے۔ دن کے علاوہ رات کے دوران ٹارچ کی روشنی میں جنگل بیابانوں میں جھاڑیوں، غاروں، پہاڑیوں میں تلاش میں سرگرداں رہتے اور اپنے مستقر پر پہنچ کر جمع شدہ material کو محلول میں محفوظ کر لیتے۔ اس طرح کی کوششوں سے جو collection حاصل ہوتی باقی کا سال میں اس کا مطالعہ کرتا اور مقالے تحریر کرتا رہتا۔

4۔ کالج کی بیالوجی سوسائٹی کے تحت پاکستان کے مختلف شمالی علاقوں میں گاہے گاہے collection tours کے دوران طلباء جانور پکڑ کر لاتے، اس طرح بھی ہمارے ذخیرے میں معتدبہ اضافہ ہوا۔

ہرپ لیبارٹری کا قیام

شروع میں میرا معمول تھا میں کالج میں روزانہ چھٹی کے بعد ٹھہر کر لیبارٹری میں اپنی ریسرچ جاری رکھتا اور شام پڑے گھر لوٹتا۔ لیکن جب شادی ہوگئی میرا گھر جلد آنا ناگزیر ہوگیا۔ خدشہ ہوا کہ میرے مطالعے میں خلل پڑ رہا ہے، میں ابھی اس مسئلے کے حل کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ کس بہانے سے اپنا میٹیریل گھر لے جاؤں تاکہ فراغت کے وقت اپنا مطالعہ جاری رکھ سکوں، ڈرتا کوئی کہیں اعتراض نہ کردے کہ کالج کی پراپرٹی کہاں لئے جا رہے ہو؟

1974ء میں جب کالج قومیا لیا گیا، طرح طرح کے لوگ بیالوجی کے شعبے میں درکر آئے تھے، کئی دوست کئی دشمن۔ میری ساری جمع پونجی بیالوجی میوزیم میں کھلی پڑی تھی، مجھے ہر وقت اس کے ضائع ہونے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ آخر میری دعا سنی گئی، ہوا یوں: ہمیں میوزیم میں فارملین کی ضرورت پڑی، لمبی ریش والے ایک صاحب فیصل آباد سے آتے تھے، موصوف کو جب ضرورت کا پتہ چلا پرنسپل سے ملے اور کہا مجھے فیصل آباد میں scientific stores کا پتہ ہے مجھے پیسے دیں میں ساتھ لیتا آؤں گا۔ دفتر نے انہیں چند سو کا چیک دے دیا۔ ایک ہفتہ، دو ہفتے آج کل کرتے مہینہ ہو گزرا، میں صدر شعبہ تھا، لیبارٹری والوں نے اپنی ضرورت کا مجھ سے پھر اظہار کیا۔ میں پرنسپل کو ملا، کہنے لگے مولوی صاحب کہتے ہیں شریف نے اپنے سانپوں پر فارملین استعمال کرنا ہے، اس لئے شور ڈال رہا ہے، ورنہ ایسی کوئی ضرورت نہیں! اور بات کو مزید بڑھاتے ہوئے کہا خان صاحب کو کہیں اپنا میٹیریل میوزیم سے اُٹھا لے، الماریوں میں جگہ کم پڑ گئی ہے۔ بلی بھاگوں چھینکا ٹوٹا! میں اپنا سارا میٹیریل سمیٹ ساٹ کر فوری گھر اُٹھا لایا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اب گھر کی محفوظ چار دیواری میں ایک مخصوص کمرہ میری لیبارٹری تھا، جس میں میرا material، ٹائپ رائیٹر (بعد میں کمپیوٹر)، کتب، مقالہ جات، کسی بیرونی اور بچوں کی دستبرد سے محفوظ تھے، میری یہ ایک کمرے کی لیبارٹری کو "Herpetological Laboratory" 15/6 Darul Sadar North Rabwah 35460, Pakistan. کے نام سے بین الاقوامی شہرت اور پہچان حاصل ہے۔

اب میں چھٹی کے بعد گھر آجاتا، ضروریات سے فارغ ہو کر لیبارٹری میں تحقیقی مطالعہ میں مصروف ہو جاتا، جب بھی مجھے دن کیا رات کو فراغت ملتی میں لیبارٹری میں ہوتا، اس طرح میرے مقالات کی تیاری کی رفتار میں تیزی آگئی۔

بیرون پاکستان سے مہمانوں کی آمد

پاکستان اور بیرون پاکستان سے کئی پروفیسر صاحبان مجھ سے ملنے تبادلہ خیالات کرنے اور میری لیبارٹری دیکھنے ربوہ آتے رہے، بیرون ملک سے آنے والوں میں:

Dr. Sherman A. Minton, Professor of Microbiology, Indiana University, Indiana

Dr. Walter Auffenburg, Curator Florida State Museum, USA.

Dr. George Zug, Curator American, Museum of Natural History, New York, USA

ملاقاتوں میں ریسرچ کے بارے میں تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ یہ صاحبان کئی کتب اور مقالات کے مصنف اور اپنے فیلڈ میں جانے پہچانے لوگ تھے۔

یہاں میں ایک دلچسپ واقعہ بھول نہیں پاتا۔ American New York کے National History Museum کے curator صاحب Dr. George Zug نے میرے ساتھ مل کر تھل کے ریگستان میں ریسرچ کے لئے ایک American Science Foundation سے گرانٹ منظور کرائی۔ یہاں حکومت پاکستان آڑے آئی۔ میرے علاوہ کسی اور کو شامل کرنے کو کہا گیا۔ ڈاکٹر Zug نے کہا میں ڈاکٹر خان کے علاوہ کسی اور کو اس سائنسی فیلڈ میں نہیں جانتا اور اس طرح یہ پراجیکٹ drop ہو گیا!

پکڑے گئے (collected) جانوروں کی حفاظت

Field trips پر جانے سے پہلے جانوروں کی پہچان کے لئے serial نمبروں پر مشتمل Tags تیار کر لی جاتی ہیں۔ ہرپ لیبارٹری کا پہچانی نشان MSK ہے۔ MSK 0345 نمبر کا ٹیگ ایک چھپکلی کی کمر کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ Log book میں اس نمبر کے نیچے اس کے متعلق collection data لکھا جاتا ہے: جس علاقے سے یہ چھپکلی پکڑی گئی (گوئی، آزاد کشمیر)، تاریخ (5 August 1988)، وقت (8 بجے شام) پکڑنے والے کا نام (محمد علی) درج ہے۔ اگر کسی محفوظ شدہ جانور کے ساتھ collection data نہ ہو تو اس کی سائنسی دنیا میں کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

ہر نئی نوع کا ایک specimen دنیا کے کسی مشہور Museum میں deposit کرنا ہوتا ہے، تاکہ دنیا بھر کے سائنسدان مطالعہ کرکے اس کی انفرادیت کی تصدیق کرسکیں۔ میری دریافت شدہ انواع کی فہرست درج ذیل ہے:

Duttaphrynus hazarensis Pseudepidalea (Khan, 2000); siachinensis (Khan, 1997) Allopaa barmoachensis (Khan and Tasnim, 1989); Allopaa hazarensis (Dubois and Khan, 1979); Euphlyctis cyanophlyctis microspinulata Khan, 1997; Altigekko baturensis (Khan and Baig, 1992); Cyrtopodion kachhense ingolbyi M. S. Khan, 1997; Cyrtopodion kohsulaimanai (M. S. Khan, 1991); Cyrtopodion potoharensis M. S. Khan, 2001; Indogekko fortmunroi (M. S. Khan, 1993); Indogekko indusoani (M. S. Khan, 1980); Indogekko rohtasfortai (M. S. Khan and Tasnim, 1990); Siwaligekko battalensis (M. S. Khan, 1993); Siwaligekko dattanensis (M. S. Khan, 1980); Novoeumeces indothalensis M.S. Khan and M.R.Z.Khan, 1997; Typhlops ahsanuli M.S.Khan, 1999; Typhlops diardii platyventris M.S.Khan, 1998; Typhlops ductuliformes M.S. Khan, 1999; Typhlops madgemintonae madgemintonae M.S.Khan, 1999; Typhlops madgemintonae shermanai M.S.Khan, 1999; Platyceps rhodorachis kashmirensis M.S.Khan and A.Q.Khan, 2000; Platyceps ventromaculatus. bengalensis M. S. Khan and A. Q. Khan, 2000; Platyceps ventromaculatus indusai M.S.Khan and A.Q.Khan, 2000 ; Bungarus sindanus razai M.S.Khan, 1985.

نئی دریافت شدہ انواع کی حفاظت

نئی دریافت شدہ محقق انواع کی حفاظت اولاً تحقیق کرنے والے کی ذمہ داری ہوتی ہے، کہ وہ نئی نوع کے specimens دنیا کے مشہور Museums میں reference material کے طور پر رکھنے کا انتظام کرے اور اس نوع سے متعلق اپنے تحقیقی مقالے میں اس کا ذکر دوسرے سائنس دانوں کی راہنمائی کے لئے کرے۔

ان نئی دریافت شدہ انواع کے ایک یا زیادہ specimens درج ذیل Museums میں ماہرین کے مشاہدہ کے لئے رکھے گئے ہیں اور مقالہ جات میں مشتہر ہیں:

BMNH= British Museum of Natural History, London; FMNH= Field Museum of Natural History, Chicago; MNHN= Museum National d'Histore natureile, Paris; SMF= Senckenberg Museum Frankfurt, Germany; UF= University of Florida State Museum, Florida; USNM=National Museum of Natural History, Washington.

لٹریچر کی فراہمی

کالج جائن کرنے کے ساتھ ہی میرا پہلا کام

اپنے مطلب کے لٹریچر کی تلاش میں کالج لائبریری کو الف سے ے تک پھرولنا تھا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی donate کردہ کتب ایک الماری میں مرحوم کے نام کی تختی کے ساتھ محفوظ تھیں میں نے انہیں بھی چیک کرلیا۔ آخر کار مرحوم ماسٹر فضل داد صاحب لائبریرین نے میری روز روز کی ''بیتابی دیکھ کر'' میری راہنمائی کی اور کالج کی بغل میں واقعہ فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ملک منور احمد صاحب کو ملنے کو کہا (ملک صاحب کے بیٹے تنویر احمد کالج میں میرے شاگرد تھے) جا کر ملا، موصوف نے چابیوں کے گچھے میں سے ایک چابی پکڑاتے ہوئے ایک مقفل دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

☆فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائبریری: بڑے ہال نما کمرے میں دو رویہ الماریوں میں موٹی موٹی جلدوں میں درج ذیل سائنسی مجلّات مجلد پڑے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ ہر جلد کے باہر مجلّے کا نام اور جلد نمبر لکھا ہوا تھا، ان میں درج ذیل مجلّات شامل تھے:

Journal Bombay Nat. Hist. Soc.; Proceedings Asiatic Soc. Bengal; Proceedings Zool. Soc. London; Record Indian Mus.; Bulletin British Mus.; Journal Nat. Hist; Current Sci.; Record Zool. Survey. India; Journal Royal Asiatic Soc. Bengal; Annals Magazine Nat. Hist. London;

''جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا'' مجھے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ میں حضرت مصلح موعود کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں کرتا کہ حضور کی علم دوستی کے باعث یہ سب علمی خزانہ ربوہ میں مہیا تھا۔ میں نے ایک جلد نکالی اور محترم ملک صاحب کے سامنے جا رکھی۔ ملک صاحب مرحوم نے میرے نام ایشو کر دی۔ ان دنوں فوٹو کاپی کی سہولت ابھی پاکستان نہیں پہنچی تھی میں نے ایک ایک کرکے اپنی ضرورت کے مقالہ جات نقل کر لئے۔

مقالہ جات کی نقل کے سلسلے میں مرحوم منیر الحق صاحب رامہ خلف الرشید عبدالحق صاحب رامہ (ناظر مال) معلم بی ایس سی نے میری بڑی مدد کی۔ عزیز کی لکھائی نہایت خوبصورت نستعلیق، جیسے موتی پروئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ بھرپور جوانی میں وفات پائی، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆ـ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں اسسٹنٹ لائبریرین مکرم رشید صاحب سے شناسائی تھی، موصوف میری طالب علمی کے زمانے میں کالج کی کیمسٹری لیب میں ہوا کرتے تھے۔ موصوف کے واسطے سے میری ضرورت کی کتب مہیا ہوتی رہیں۔

☆ـ نہرو یونیورسٹی لائبریری نیو دہلی: بعض ضرورت کے مقالے پاکستان میں مہیا نہیں تھے۔ نہرو یونیورسٹی لائبریری نیو دہلی کے لائبریرین سے قیمتاً دستیاب تھے۔ مجھے ہندوستان میں کسی ایسی واقفیت کی تلاش تھی، جو میری مدد کر سکے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں دارالضیافت میں قادیان سے مہمان آکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں ایک مہربان بزرگ مولانا منظور احمد صاحب جچہ سے ملاقات ہوئی۔ مرحوم نے ازراہ شفقت ہر طرح سے مدد کرنے کی حامی بھری۔ 1971ء کی پاک و ہند جنگ کا زمانہ تھا۔ میں نے متعدد فارم پُر کرکے اور فیس کے پیسے مولانا کے سپرد کئے، دونوں ملکوں کے درمیان ڈاک کا سلسلہ بند تھا، قادیان سے جب کوئی زائر آتا میرے لئے مواد مولانا سے لے آتا۔ مولانا جب تک زندہ رہے مجھے یہ سہولت حاصل رہی، اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ کرم کا سلوک فرمائے، آمین

☆ـ reprint exchange: میرے تحقیقی مقالے ساتھ ساتھ تواتر سے مختلف ملکی اور غیر ملکی سائنسی مجلّات میں شائع ہو رہے تھے جن کے reprint کے بدلے دنیا بھر سے سائنسدانوں کے مقالے ڈاک کے ذریعے ملتے رہے۔ الحمد للہ، جوں جوں میرا تعارف عام ہوتا گیا، یہ سلسلہ بڑھتا رہا۔ اس کے علاوہ ماہرین کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے exchange of ideas ہوتا رہا جس سے میں تحقیق کے نئے نئے اسلوب سے متعارف ہوتا رہا۔

مختلف زبانوں میں لٹریچر اور ترجمے میں مشکلات کا حل

1965ء میں شائع ہونے والے مقالے سے میرا جرمنی میں ڈاکٹر Roberts Mertens سے رابطہ قائم تو ہو ہی چکا تھا۔ کسی زمانے میں تیل کے زیر زمین ذخائر کا جائزہ لینے کے لئے جرمن ٹیم پاکستان آئی تھی، جس کے رکن Koneiczny کا ڈاکٹر مرٹنز سے رابطہ تھا۔ یہ صاحب پاکستان کے مختلف علاقوں میں تیل کی کھوج میں گھومے پھرے، اپنے کام کے علاوہ جانور اکٹھے کرکے ساتھ ہی ساتھ جرمنی میں ڈاکٹر صاحب کو بھیجتے رہے۔ چنانچہ ڈاکٹر مرٹنز نے اس material کی بنا پر متعدد مقالات لکھے تھے جن کے ریپرنٹ مجھے بھجوائے۔ شومئی قسمت سے یہ مقالہ جات جرمن زبان میں تھے اور مجھے جرمن آتی نہ تھی۔ میں نے خلافت لائبریری اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کی لائبریری میں بیٹھ کر ڈکشنریوں کی مدد سے جرمن زبان سیکھنے کی کوشش کی مگر بے سود، سخت پریشان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد یوں کی کہ ملتان کے ملک عمر علی کھوکھر صاحب کے صاحبزادے ملک زبیر احمد صاحب میرے شاگرد تھے مجھے پتہ چلا جرمن زبان جانتے ہیں، مکرم ملک صاحب نے میری بے انتہا مدد کی۔ میں ان کے پاس چلا جاتا، یا وہ میرے ہاں آجاتے، انگریزی میں ترجمہ بولتے جاتے میں لکھتا جاتا۔ اس طرح جرمن لٹریچر سارا سبقاً سبقاً ترجمہ ہوگیا۔

اسی دوران میرا اہم رابطہ امریکہ میں آنجہانی Sherman A. Minton, School of Medicine Indianapolis, Dr Indiana, USA سے ہوا۔ موصوف صدر ایوب خان کے زمانے میں کراچی میں Medical Sciences Basic Institute میں وزٹنگ پروفیسر اور ایڈوائزر کے طور آئے تھے۔ موصوف نے hobby کے طور پر کراچی کے ارد گرد اور پھر جہاں پاکستان میں گھومے پھرے وہاں کے ہوام پر تحقیقی کام شائع کیا تھا، مجھے اپنے مقالہ جات کی کاپیاں بھجوائیں۔ موصوف سے خط و کتابت کے ذریعے مضمون کے کئی نئے پہلوؤں اور اصطلاحات سے مجھے آگاہی ہوئی۔ کچھ سال بعد ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی اہلیہ کے ساتھ ربوہ ملنے آئے دو دن لنگر خانہ کی جدید عمارت میں ٹھہرے۔ مجھے ان سے تبادلہ خیالات سے بہت فائدہ ہوا۔

French literature کے ترجمہ کے سلسلے میں پتہ چلا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر French speaking ملک ماریشس میں مربی رہے ہیں، سے ملا ان کے کہنے پر جامعہ احمدیہ میں ماریشس کے طالبعلم مکرم احمد شمشیر سوکیہ کا پتہ چلا، انہوں نے مدد کرنے کی حامی بھرلی میں ان کے خالی پیریڈ میں جامعہ کی چھت پر پہنچ جاتا اور ہم کام کر لیتے، موصوف وفات پا چکے ہیں۔ بہت سادہ دل اور شریف انسان تھے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بخشش سے نوازے۔

اس کے علاوہ ماریشس سے میرے شاگرد عزیزم ڈاکٹر محمود بھنو صاحب (استاذی المکرم پروفیسر مسعود احمد صاحب عاطف کے داماد) اور محمد دین نے میری بہت مدد کی اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے فرنچ ترجمے کا مسئلہ حل ہوگیا۔

مکرم ملک زبیر احمد صاحب کے multilingual ہونے کا پتہ اس طرح چلا کہ جب مجھے ایک عجیب زبان میں لٹریچر ملا جو اشکال سے ظاہر ہوتا تھا سانپ کی ریڑھ کے مہروں کے متعلق تھا مگر اس کی زبان کا پتہ چل نہیں رہا تھا، کسی نے کہا شائد اطالوی زبان ہو۔ اٹلی کے سابق مربی مکرم پروفیسر مولوی عثمان صاحب صدیقی مرحوم سے ملا انہوں نے زبان کی تصدیق کر دی مگر عرصہ گزر جانے کے باعث زبان بھول چکے تھے۔ ملک زبیر صاحب کو جب پتا چلا، انہوں نے پرچہ لے کر فر فر پڑھنا شروع کر دیا اور میری جان میں جان آئی۔ مجھے French لغت لانے کے لئے کہا، تعلیم الاسلام کالج کی لائبریری کام آئی اور ہمارا کام شروع ہوگیا! اسی طرح ملک صاحب نے رشین میں لکھے مقالہ جات کی ٹرانسلیشن میں بھی میری مدد فرمائی جزاکم اللہ تعالیٰ۔

1966ء میں حضرت مولانا شیر علی صاحب کے صاحبزادے مرحوم ڈاکٹر عبدالرحمٰن رانجھا سے ملاقات ہوئی۔ آپ ڈائریکٹر زوالوجیکل سروے اینڈ فشریز کراچی کے عہدے سے ریٹائر ہوکر اپنی بھانجی ڈاکٹر رقیہ سے ملاقات کرنے چنیوٹ آئے تھے۔ جب میں نے اپنا تعارف کرایا تو اپنے ہم مضمون سے ملاقات کرکے بڑے خوش ہوئے۔ مجھے بھی اپنے سے سینئر سے باتیں کرکے بڑی معلومات حاصل ہوئیں۔ بعد میں موصوف نے اپنی ریسرچ کے سلسلے میں لٹریچر بھجوایا، جو میرے بہت کام آیا۔

عزیزم انور اقبال سیفی صاحب میرے شاگرد ہیں، جب آپ MSc کرنے انگلستان گئے، میں اس وقت اپنے Ph.D کے مقالے کو لکھنے کی تیاری کر رہا تھا۔ رخصت سے پہلے ملنے آئے، مجھ سے کوئی فرمائش کرنے کو کہا۔ اندھے کو کیا چاہئے۔ میں نے انہیں مقالہ جات کی ایک فہرست تھما دی جو صرف British Natural History Museum Library سے دستیاب تھے اور میں ان کی فراہمی کے سلسلے میں پریشان ہو رہا تھا۔ عزیزم موصوف نے بڑی محنت سے ڈھونڈ ھ کر میری ضرورت کو پورا کیا۔

☆......☆......☆

مردانہ حسن کا نمونہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا.......... آپ کا جمال خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا.......... آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلاء، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود حصہ اول از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 9-7)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نظام وصیت سیمینار

مکرم ساجد منور صاحب مربی سلسلہ سیکرٹری وصایا احمد نگر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ احمد نگر ربوہ کو مورخہ 19 مارچ 2014ء کو ایک سیمینار بعنوان ’’نظام وصیت جنت کا راستہ‘‘ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سیمینار کا آغاز بعد از نماز مغرب وعشاء تلاوت قرآن مجید سے ہوا نظم کے بعد مکرم مبشر احمد ورک صاحب مربی سلسلہ نے بعنوان وقف عارضی اور موصیان مکرم ملک محمد افضل فہیم صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے بعنوان تلاوت قرآن مجید کی اہمیت اور خاکسار نے بعنوان عشرہ کے دوران موصیان کا مثالی کردار تقاریر کیں۔ اس کے بعد مہمان خصوصی مکرم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے قرآن مجید پڑھانے والے موصیان اور بڑی عمر میں قرآن مجید پڑھنا شروع کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ ایک نظم کے بعد محترم مہمان خصوصی نے ’’نظام وصیت اور موصیان کے فرائض‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر صدر صاحب محلّہ مکرم احمد علی صاحب کی طرف سے تمام احباب و مہمانان کا شکریہ ادا کیا گیا اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس عشرہ میں پچیس افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ اس سیمینار میں 210/ افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین پروگرام کو جملہ نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ایمان و اخلاص میں ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ ثمرینہ طلعت صاحبہ بنت مکرم منور احمد جاوید صاحب وصیت نمبر 77695 نے مورخہ 28 فروری 2008ء کو سیکٹر 48-B کورنگی نمبر 2 کراچی سے وصیت کی تھی۔ موصیہ صاحبہ کا سال 2009-10ء سے دفتر ہٰذا سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ یا فون نمبر کا علم ہو تو دفتر ہٰذا کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ شکریہ

مکرم بشارت احمد صاحب ولد مکرم طاہر احمد آرائیں صاحب وصیت نمبر 77696 نے مورخہ 14 مارچ 2008ء کو ضیاء کالونی کورنگی نمبر 1 کراچی سے وصیت کی تھی۔ موصی صاحب کا سال 2009-10ء سے دفتر ہٰذا رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ یا فون نمبر کا علم ہو تو دفتر ہٰذا کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ شکریہ

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اختتامی تقریب علمی ریلی 2014ء

(مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مورخہ 6 تا 18 مارچ 2014ء آل ربوہ علمی مقابلہ جات منعقد کروانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ علمی ریلی کا باقاعدہ افتتاح مورخہ 6 مارچ 2014ء کو بعد نماز عصر محترم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے دعا کے ساتھ کیا۔ اس علمی ریلی میں مجموعی طور پر کل 18 مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں 9 اجتماعی، 9 انفرادی جبکہ 10 مقابلہ جات معیار وائز منعقد کروائے گئے۔

اس پروگرام میں جو علمی مقابلہ جات کروائے گئے ان میں تلاوت قرآن کریم، نظم، تقریر اردو، تقریر انگریزی، تقریر فی البدیہہ اردو، نداء، پیغام رسانی، مشاہدہ معائنہ، مضمون نویسی، مطالعہ کتب، خطبات امام، مطالعہ تشحیذ الاذہان، بیت بازی، پرچہ انعامی وظیفہ، حفظ قصیدہ، حفظ ادعیہ، حفظ قرآن اور پرچہ وقف نو شامل ہیں۔ مجموعی پر ان مقابلہ جات میں 1151 اطفال شامل ہوئے۔

علمی ریلی کی اختتامی تقریب مورخہ 18 مارچ 2014ء کو بعد نماز عصر لان دفتر جلسہ سالانہ میں منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی مکرم طاہر جمیل احمد بٹ صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ تلاوت قرآن کریم، وعدہ اطفال اور نظم کے بعد مکرم ملک طاہر عثمان احمد صاحب منتظم اعلیٰ علمی ریلی نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مکرم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے اطفال میں انعامی شیلڈز تقسیم کیں اور نصائح کیں۔ امسال علمی ریلی میں مجموعی طور پر اول حلقہ دارالنصر غربی حبیب رہا اور مثالی طفل عزیزم اطہر احمد دارالصدر جنوبی قرار پایا۔ اجتماعی دعا کے بعد مہمانان کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے تمام بچوں کو علمی میدان میں دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

ولادت

مکرم محمد جاوید بھٹی صاحب کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم محمد زکریا سعید بھٹی صاحب کارکن دفتر دعوت الی اللہ اور بھابی مکرمہ بشریٰ سعید صاحبہ کو مورخہ 17 مارچ 2014ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام میمونہ سعید عطا فرمایا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے نومولودہ مکرم محمد یعقوب بھٹی صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کی پوتی اور مکرم غلام نبی بھٹی صاحب آف گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ، خادمہ دین، خلافت کی سچی وفادار، نافع الناس، نیک قسمت، درازی عمر والی اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا بنائے۔ آمین

مستحق طلبہ کی امداد میں حصہ لیں

علم کا فروغ اور اس کی روشنی دنیا میں پھیلانا دین حق کا بنیادی مشن ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدائے عزوجل نے پہلی وحی میں فرمایا اقرأ کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا آپ ﷺ نے فروغ علم کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔ آپ ﷺ نے تحصیل علم کو جہاد قرار دیا یہاں تک فرمادیا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے پھر فرمایا کہ پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے تو خدا تعالیٰ سے خبر پاکر ہمیں یہ نوید دی کہ

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:

اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کردیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کررہا تو جماعت کو بتائیں، کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا۔

طلبہ کی امداد کا فنڈ ہے۔ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہوسکتی ہے۔ اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہوسکتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007ء)

پس آیئے! حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کیلئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔ اس کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ امداد طلبہ کے نام سے قائم ہے۔ اس کے تحت سینکڑوں طلباء کی مدد کی جاتی ہے، سالانہ داخلہ جات، ماہوار ٹیوشن فیس، درسی کتب کی فراہمی، یونیفارم اور دیگر تعلیمی ضروریات حسب گنجائش معاونت کی جاتی ہے۔

اپنے عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی مد امداد طلبہ میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔

فون نمبرز: **0092 47 6215 448**

0092 47 6212 473

موبائل نمبر: **0092 0333 6706649**

Email: info@nazarattaleem.com

Website: www.Nazarattaleem.org

(نظارت تعلیم)

☆......☆......☆......☆

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد ججہ صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے اسلام آباد اور راولپنڈی کے اضلاع کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ڈلیوری کیس کیلئے خواتین اپنے شوہر کا شناختی کارڈ ہمراہ لائیں

وزارت داخلہ نے ہسپتال میں زچہ و بچہ کی حفاظت کے لئے ملک بھر کے سرکاری اور نیم سرکاری اور تمام پرائیویٹ ہسپتالوں میں ڈلیوری کیس کے لئے شوہر کے شناختی کارڈ کو لازمی قرار دیتے ہوئے ہدایت جاری کی ہے کہ زچہ کے ہسپتال میں داخلہ سے قبل شوہر کا شناختی کارڈ اور غیر ملکی خاتون اپنے پاسپورٹ کی نقل جمع کروائے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ ایسی تمام خواتین جو ڈلیوری کیس کے سلسلہ میں فضل عمر ہسپتال تشریف لائیں وہ اپنے شوہر کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ہمراہ لائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

☆......☆......☆

بند گوبھی غریبوں کی دوا

سبزیوں کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تازہ پھل اور سبزیاں صحت بخش بھی ہیں اور لذیذ بھی اور پھر سستی سبزیاں غریبوں کی صحت کے ساتھ ساتھ ان کی پہنچ میں بھی ہیں۔ تازہ سبزیاں کھانے سے جلد شگفتہ اور تروتازہ نظر آتی ہے۔ تہہ بہ تہہ پتوں سے گھٹی ہوئی اس سبزی کو جسے بند گوبھی یا کرم کلا کہتے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں بہت سی بیماریوں کا شافی علاج سمجھا جاتا تھا۔ اس ترکاری کا دوسرا نام ”غریبوں کی دوا“ رکھا گیا تھا۔ اس کی طبی افادیت آج بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ بند گوبھی سے قبض، معدے کے زخم (السر)، سردرد، وزن کرم کرنے جلدی امراض مثلاً اگزیما، یرقان، جوڑوں کے درد، امراض چشم، دل کی بیماریوں، بڑھاپے کے اثرات گھٹانے اور نسیان کے مرض الزائمر کی علامتیں دور کرنے میں مدد لی جاتی ہے۔ بند گوبھی میں حیران کن طور پر نارنگی یا سنگترے سے بھی زیادہ وٹامن سی ہوتا ہے اور وٹامن سی وہ بہترین اینٹی آکسیڈنٹ ہے جو فری ریڈیکلز کا مقابلہ کر کے بڑھاپے کی آمد کو سست کرتا ہے۔ اس سے بعض مخصوص سرطان مثلاً بڑی آنت کے کینسر ڈپریشن، نزلہ زکام کی شکایتیں کم ہوجاتی ہیں۔ بند گوبھی میں ریشے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جس سے قبض نہیں ہوتا اور بواسیر سے بھی بچت ہوجاتی ہے۔ اس میں گندھک کی مقدار بھی مناسب ہوتی ہے۔ جس سے زخم جلد بھر جاتے ہیں۔ کرم کلے میں خون صاف کرنے کی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ فری ریڈیکلز کے علاوہ یورک ایسڈ کو خون سے خارج کر دیتا ہے۔ جو جوڑوں کے درد، گھٹیا اور گردوں میں پتھری بننے کا بھی اہم سبب ہوتا ہے۔ بند گوبھی میں موجود آیوڈین سے دماغی اور اعصابی نظام بہتر طور پر کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس میں وٹامن ای بھی ہوتا ہے۔ جو جلد، آنکھ اور بال کی صحت بہتر رکھتا ہے۔ کیلشیم، میگنیشیم اور پوٹاشیم جیسی معدنیات سے مجموعی صحت پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شاید بند گوبھی کی ان ہی بیشمار خوبیوں کی وجہ سے چینی باشندے اس کا استعمال بہت زیادہ کرتے ہیں اور ان کے ہاں کوئی بھی سوپ یا سلاد اس کے بغیر مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ بینگنی رنگ والی بند گوبھی میں غذائیت بخش اجزاء Anthocyanins بھی ہوتے ہیں۔ ان اینٹی آکسیڈنٹس کی وجہ سے اس کا رنگ قرمزی ہوتا ہے اور اس میں کینسر سے بچاؤ، یادداشت کی بہتری اور وزن کم کرنے کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

(ماہنامہ مسلمہ لاہور مارچ 2012ء ص 23)

(مرسلہ: نذیر احمد سانول صاحب)

درخواست دعا

مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ لکھتے ہیں۔

مکرم میاں اشفاق احمد نون صاحب سرگودھا گردوں کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ ڈائیلیسز ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

نماز جنازہ

مکرم ملک جنید احمد دارالعلوم شرقی نور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

ان کے بھائی مکرم خلیق احمد اعوان صاحب آف دارالعلوم شرقی نور مورخہ 26 مارچ 2014ء کو لندن میں وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 4/اپریل کو بیت مبارک ربوہ میں بعد نماز جمعہ ادا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ از صفحہ 1 پریس ریلیز)

کا آئینہ دار ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بالعموم اور سندھ میں بالخصوص ایسے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں جن میں مذہبی انتہا پسند عناصر دیگر مسالک کی عبادت گاہوں کو ایک منصوبہ بندی کے ساتھ نشانہ بنا رہے ہیں انہوں نے اس ضمن میں لاڑکانہ میں ہندوؤں کے مندر کی توڑ پھوڑ کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ اب پاکستان میں انتہا پسند عناصر کے ہاتھوں نہ تو مسلمان محفوظ ہیں اور نہ ہی غیر مسلم۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی منصفانہ تفتیش کی جائے اور ذمہ داران کو کڑی سزا دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ طاہر احمد خالد صاحب کے خلاف بے بنیاد مقدمہ کو خارج کیا جائے اور انہیں فوری رہا کیا جائے۔

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم احمد حسیب صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گجرات کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ہر سکول شوز کے ساتھ پزل گیم + ٹیٹو سٹیکر فری حاصل کریں
سروس شوز پوائنٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ 047-6212762
/servisshoespointrabwah

زدجام عشق
مردانہ طاقت کی مشہور دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:047-6212434,6211434

خبریں

ٹی وی سکرینز کے گرنے سے بچے زخمی

امریکہ میں فلیٹ سکرین ٹی وی کی مقبولیت اور استعمال میں اضافے کے ساتھ ساتھ مختلف وجوہات کے باعث ان کے ٹوٹنے سے 18 سال سے کم عمر بچوں کے زخمی ہونے کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور ہر 30 سیکنڈ کے بعد ایک بچہ ہسپتال کے ایمر جنسی روم پہنچ جاتا ہے۔ 1990ء سے 2011ء کے دوران ہسپتال پہنچنے والے 18 سال سے کم عمر بچوں میں سے 52 فیصد ٹی وی سکرینز گر کر ٹوٹنے کے باعث زخمی ہوئے تھے۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

آلو کے چھلکے سے پیکٹ کی تیاری

سائبیریا کے ایک تعلیمی ادارے میں آلو کے چھلکے سے پیکٹ بنانے کی کوششیں جاری ہیں، یہ نیا پیکٹ پانی، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نمی میں جلد پگھل جائے گا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق انسٹیٹیوٹ برائے غذائی صنعت کے طلباء کی جانب سے آلو کے چھلکے سے پیکٹ بنائے جانے کا منصوبہ جاری ہے اور اس کے مثبت نتائج سامنے آ رہے ہیں، یہ منصوبہ تین سال کے لئے منظور کیا گیا ہے جس کے مطابق پہلے سال میں آلو کے چھلکوں سے نامیاتی مادہ تیار کیا جائے گا۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

تنگ وتاریک گھروں میں رہنے والوں کو دمہ ہوسکتا ہے

امریکی ماہرین نے کہا ہے کہ تنگ و تاریک گھروں میں رہنے والے لوگ دمہ اور دیگر الرجیز میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ایسے لوگ جو تاریک گھروں میں رہتے ہیں اور جہاں ہوا اور روشنی کا بالکل گزر نہیں ہوتا انہیں دوسرے لوگوں کی نسبت دمہ اور دیگر سانس کی بیماریاں ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ ایسے گھروں میں گندگی کی سطح بھی زیادہ دیکھی گئی ہے جس سے چھوٹے بچے سب سے زیادہ متاثر ہوسکتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

پہلے آیئے پہلے پایئے
Bata
مناسب قیمت اور معیار کی ضمانت
نئے موسم کے نئے اور دیدہ زیب ڈیزائن
باٹا شوروم حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

ربوہ میں طلوع وغروب 3/اپریل

طلوع فجر	4:32
طلوع آفتاب	5:53
زوال آفتاب	12:12
غروب آفتاب	6:31

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

3/اپریل 2014ء

1:35 am	دینی وفقہی مسائل
3:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مارچ 2014ء
4:00 am	انتخاب سخن
6:35 am	وقف نو اجتماع 2012ء
7:30 am	دینی وفقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	حضور انور کا دورہ سنگاپور
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
9:45 pm	ترجمۃ القرآن کلاس

مس کولیکشن میں سیل میلہ
مردانہ شوز، سکول شوز =/500 روپے
لیڈیز شوز =/400 روپے
مردانہ سینڈلز اور سلیپرز =/350 -/450 روپے
مس کولیکشن
اقصیٰ روڈ ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد / طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

سٹی پبلک سکول
دارالصدر جنوبی ربوہ
سابقہ الصادق بوائز
محکمہ تعلیم اور فیصل آباد بورڈ سے منظور شدہ
سائنس اور کمپیوٹر لیب اور لائبریری
ماہرین تعلیم کی سرپرستی اور راہنمائی
بچوں اور والدین سے مشاورت اور رابطہ
کلاس ششم تا نہم داخلہ جاری ہے
رابطہ: پرنسپل 047-6214399,6211499

FR-10